عثمان رضؓ

صرف تاریخ کی روشنی میں

از

ڈاکٹر طٰہٰ حسین

مترجم

(جناب مولانا عبدالحمید صاحب نعمانی)

(۲)

علاوہ بریں حضرت سعدؓ ہی وہ صحابی ہیں۔ جن کے لئے رسول اللہ صلعم نے اُحد کے موقع پر اُن کی پامردی اور استقلال کے پیش نظر فرمایا۔ فداہ امّی وابی۔ کسی اور صحابی کے لئے آپ نے ماں اور باپ دونوں کو جمع نہیں کیا۔ سعدؓ بہترین تیرانداز تھے۔

نبی کریم صلعم فرماتے۔ ارم سعد فداک ابی وامّی۔ پس جو شخص ایسی قسمت والا ہو کہ اُسے تہائی اسلام کہا جائے۔ اسلام کا پہلا تیرانداز کہا جائے۔ رسول اللہ صلعم اُس پر اپنے ماں باپ فدا کریں اُس سے خوش ہوں اور اُسے اُن دس افراد میں شمار فرمائیں جن کے لئے جنت کی ضمانت دیں۔ جو ایرانی سلطنت کا خاتمہ کر دینے والا اور قادسیہ کا فاتح ہو۔ جس کو حضرت عمرؓ نے مجلس شوریٰ میں حاضری کا حکم دیا ہو۔ جس کو خلافت کا اُمیدوار بنایا ہو۔ جسے خلافت نہ ملنے پر گورنر بنانے کی خواہش ظاہر کی ہو۔ جس کے مقدر میں یہ ساری فضیلتیں اور خوبیاں ہوں ممکن نہیں کہ وہ بیت المال کے قرض کے بارے میں خواہ کم ہو یا زیادہ ٹال مٹول سے کام لے ممکن نہیں کہ اس کے بارے میں عبداللہ بن مسعود شک و شبہ کریں، یہ نہیں ہو سکتا کہ حضرت عثمانؓ اس پر غصہ ہوں، اس کے خلاف اقدام

کریں اور پھر بقایا وصول کر کے معاف کر دیں، غالب گمان تو یہی ہے کہ حضرت عمرؓ نے خلیفہ کو سعد کے لئے کسی بھی گورنری کی طرف متوجہ نہیں کیا، بلکہ خاص طور پر کوفہ کی گورنری کا اشارہ کیا ہے اس لئے کہ وہی ایک ایسا شہر تھا . . . .

. . . . جس میں سعد کا قیام ضروری تھا تاکہ فتوحات کی تکمیل کر کے جنگ کا خاتمہ کیا جا سکے۔ ابن مسعود کی سعد کے ساتھ بدگمانی بھی حقیقت میں حیرت انگیز ہے، وہ جانتے تھے کہ سعد سابقون الاولون میں ہیں نبی کی نگاہ میں اور شیخین کی نظر میں ان کا خاص مرتبہ ہے خود نبی صلعم کی ان کے بارے میں کیا رائے ہے، اس لئے کہ ابن مسعود آنحضرت کی صحبت میں بہت زیادہ رہے صحابہ میں سب سے زیادہ حدیثوں کے راوی، سب سے زیادہ قرآن مجید کے حافظ، صحابہ میں سب سے زیادہ اس بات کے واقف کہ کس کے بارے میں آنحضرتؐ کی کیا رائے ہے، اور اس سے بھی زیادہ حیرت کی بات یہی ہے کہ وہ سعد کے متعلق شک کریں اور قرض ادا کرنے کا بار بار تقاضا کریں، یہاں تک کہ جب وہ بددعا کرنے کا ارادہ کریں تو ڈر یں اور گھبرا کر ان کو رضامند کر لیں اور بہت جلد وہاں سے چل دیں — بات یہ ہے کہ سعد بن ابی وقاص فتنے کے موقع پر غیر جانبدار رہے، اور فریقین میں سے کسی کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا، اور کہا میں اس اختلاف میں اسی وقت حصہ لوں گا جب مجھے کوئی فریق ایسی تلوار لا دے جو خود بولے کہ فلاں فریق حق پر ہے اور فلاں حق پر نہیں، ان کی یہی غیر جانب داری اس عجیب وغریب قصے کی بنیاد ہے، اگر سعد حضرت علی کے حامیوں کی طرفداری کرتے تو یقیناً شیعہ اُن کی طرف سے جواب دہی کرتے اور اگر وہ حضرت عثمان کے حامیوں کی طرفداری کرتے تو وہ ان کی طرف سے مدافعت کرتے، لیکن سعد نے دونوں برسرپیکار جماعتوں سے اپنے آپ کو علیحدہ رکھا نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں جماعت کے لوگ سعد سے کنارہ کش رہے اور کسی نے اُن کی طرف سے مدافعت نہیں کی۔

میں تو اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ حضرت سعد کی معزولی کے بارے میں صحیح بات یہ ہے کہ بنی اُمیہ اور ابو معیط کے خاندان والے حکومت کے عہدے اور منصب حاصل کرنے میں عجلت سے کام لے رہے تھے، اور اس کے لئے ہر قسم کی تدبیریں اور حیلے کرتے تھے، اور حضرت عثمانؓ پر دباؤ ڈالتے تھے

کہ وہ ان کے مقاصد کے لئے راستے ہموار کریں اور مواقع فراہم کریں، اس کا پتہ اس طرح بھی چلتا ہے کہ سعد کی معزولی کے بعد حضرت عثمان نے انصار و مہاجر صحابہ کبار میں سے کسی کو کوفہ کا گورنر مقرر نہیں کیا نہ طلحہؓ کو نہ زبیرؓ کو نہ عبدالرحمٰنؓ کو نہ محمد بن مسلمہؓ کو نہ ابوطلحہؓ کو بلکہ ولید بن عقبہ ابن ابی معیط کو موقع دیا، حالانکہ خود عام مسلمان ولید بن عقبہ سے مطمئن نہ تھے، اس لئے کہ اس نے نبی صلعم ہی کو دھوکا دیا اور آپ پر بہتان باندھا، اسلام کے بعد کفر کی آلائش سے آلودہ ہوا، اللہ نے قرآن میں آیت نازل کی۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ۔ صورتِ واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ولید بن عقبہ کو قبیلہ بنی المصطلق میں اس تصدیق کے لئے بھیجا کہ کیا واقعی اس قبیلہ کے لوگوں نے صدقات کی ادائگی سے انکار کر دیا ہے؟ تو ولید نے آکر اطلاع دی کہ ہاں یہ خبر صحیح ہے لیکن جب آنحضرت مقابلے کی خاطر نکلے تو راہ میں ولید کی مکاری کھل گئی اور خدا نے حقیقت حال سے باخبر کر دیا، پھر اس کے بعد ولید اسی وقت اسلام لایا جب مسلمان ہوئے بغیر چارہ نہ تھا اور حتی الامکان اپنی اصلاح کر لی، کہا جا سکتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے بھی تو ولید کو بنی تغلب سے صدقات وصول کرنے کے لئے مقرر کیا تھا، لیکن حضرت عمر یا ان کے کسی حاکم کا ولید کو جزیرہ کے کسی دیہاتی حصے میں ایک نصرانی قبیلے سے صدقات وصول کرنے پر مقرر کرنا اور حضرت عثمان کا سب سے بڑے اسلامی شہر پر جس کی کئی سرحدیں ہوں اس کو گورنر بنا دینا اور وہ بھی سعد بن ابی وقاص کی جگہ پر دونوں میں بڑا فرق ہے۔

جن لوگوں نے کوفہ کی گورنری پر ولید کے تقرر کو نامناسب خیال کیا انھوں نے کوئی دور کی بات نہیں کی اس لئے کہ کوفہ کی گورنری بہرحال بڑی اہم خدمت تھی،

ایک دوسری بات جو اس سارے قصے کو جس پر حضرت سعد کی معزولی اور ولید کے تقرر کی بنیاد ہو مشکوک بنا دیتی ہے یہ ہے کہ بیت المال کے معاملات میں خود حضرت عثمان کی روش مدینہ منورہ میں اس واقعہ سے زیادہ خطرناک ہے جس کو سعد کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، حضرت عثمان نے اپنے ایک عزیز کو ایک بڑی رقم عطیہ دینا منظور کر لیا لیکن خزانچی نے رقم کی بڑی مقدار کے

پیشِ نظر دینے سے انکار کر دیا، حضرت عثمان نے اصرار کیا لیکن خازن بدستور اپنی بات پر اڑا رہا۔ حضرت عثمان نے دورانِ بیان میں جس کا تذکرہ ہم موقع پر کریں گے کہا "تم کو بس و پیش کا کیا حق ہے، تم تو ہمارے خازن ہو۔" جواب میں خزانچی نے کہا میں اپنے کو آپ کا خازن خیال نہیں کرتا، آپ کا خازن تو آپ کا کوئی غلام ہو گا میں تو مسلمانوں کا خازن ہوں۔ اس کے بعد وہ بیت المال کی کنجیاں منبر نبوی پر رکھ کر اپنے گھر بیٹھ رہا۔ پس جب حضرت عثمانؓ کا عمل بیت المال سے متعلق یہ ہے تو کس قدر حیرت کی بات ہوگی کہ وہ سعد سے محض اس لئے ناراض ہوں کہ انھوں نے بیت المال سے کچھ قرض لے لیا تھا اور اس کی ادائیگی کے لئے مہلت طلب کر رہے تھے جس طرح حضرت عمرؓ نے سعد کو کسی خیانت کی بنا پر برطرف نہیں کیا تھا ہمارا خیال ہے اسی طرح حضرت عثمان نے بھی ان کو کسی خیانت یا ایسے سبب کی بنا پر برطرف نہیں کیا جس کا نزدیک یا دور سے کوئی تعلق خیانت سے رہا ہو انھوں نے حضرت عمرؓ کی وصیت پر عمل کیا اور اس کے بعد سعد کو اس لئے معزول کر دیا کہ ان کی جگہ ابو معیط کے خاندان کے ایک آدمی کو مقرر کر دیں اور یہ بات ہمیں تسلیم کرنا ہوگی کہ ولید نے اپنی حکومت کے زمانے میں اخلاص اور آزمائش کی غیر معمولی مثالیں پیش کیں، سرحدوں کی حفاظت اور فتوحات کا دائرہ وسیع کرنے میں اس سے کوئی کوتاہی نہیں ہوئی بلکہ اس سلسلے میں اس کے کارنامے خود اس کی زندگی میں اور مرنے کے بعد عوام کا موضوعِ سخن بنے رہے، اس نے کوفہ کے عوام پر تدبیر، پامردی اور حوصلے کے ساتھ حکومت کی امنِ عام برقرار رکھا نئے خون والے مفسد نوجوانوں کا صفایا کر دیا جو نہ کسی نظام کا احترام کرتے تھے اور نہ دین کا وقار کرنا جانتے تھے۔

ایک مرتبہ چند نوجوانوں نے ایک کوفی جوان پر زیادتی کی اور اسے مار ڈالا۔ ولید نے ان سے مواخذہ کیا اور ان پر حد جاری کی، چنانچہ اپنی کوٹھی کے سامنے ان کی گردنیں اڑا دیں، بعض راوی خیال کرتے ہیں کہ ولید کے اس اقدام نے مقتول قاتلوں کے سرپرستوں کو ولید کا دشمن بنا دیا۔ اور ان کے دلوں میں دشمنی اور عناد کے جذبات پیدا کر دئے، چنانچہ وہ ولید کی لغزشوں اور غلطیوں کی تلاش میں رہنے لگے۔ اس کے خلاف الزامات اور تہمتیں تراشنی

شروع کردیں اور لوگوں کے دلوں میں شکوک پیدا کرنے لگے، بالآخر ان میں سے ایک ولید کی مجلس تک جا پہنچا اور داستاں سرائی شروع کردی، قصہ گوئی میں رات کافی گذر گئی اور ولید کو نیند آگئی، تب اس داستاں سرا نے ولید کی انگلی سے اس کی انگوٹھی نکال لی اور اپنے ایک ساتھی کے ہمراہ حضرت عثمانؓ کی خدمت میں انگوٹھی سمیت حاضر ہوا پھر دونوں نے اس بات کی شہادت دی کہ ولید نے شراب نوشی کی ہے۔

اس واقعہ کا بناوٹی ہونا کسی بیان اور تشریح کا محتاج نہیں، کوئی امیر قصہ گویوں کی موجودگی میں سو نہیں جاتا اور وہ بھی ایسی گہری نیند کہ کوئی انگلی سے انگوٹھی نکال لے اور اسے خبر تک نہ ہو اور نہ اس کے خادم اور پہرہ داروں کو پتہ چل سکے، اور پھر ولید اگر اتنا ہی بے پروا اور غافل حاکم تھا جو اس انگوٹھی کے نکل جانے کی خبر نہ رکھتا ہو جس سے اپنے فرمانوں پر مہر لگاتا تھا، خلیفہ اور سرحد کے محافظوں کو خطوط لکھتا تھا تو اس کے دور اندیش، بیدار مغز اور عالی حوصلہ ہونے کے کیا معنی؟

یہ بات تو ایسی ہے جیسے ولید کے مخالف کہا کرتے تھے کہ وہ اپنے دوست اور اپنے شاعر ابوزبید کے ساتھ بیٹھ کر شراب نوشی کیا کرتا تھا، یہ ابوزبید وہی ہے جس کی ملاقات ولید سے اس وقت ہوئی جب وہ بنی تغلب میں صدقات کی وصولی پر مقرر تھا، اور اس کے ماموؤں کے ساتھ اس کا جو جھگڑا تھا اس میں انصاف کر کے اس کو اپنا دوست بنا لیا تھا۔ ابوزبید ماں کی طرف سے تغلبی اور باپ کی طرف سے طائی تھا اور مذہباً عیسائی، ولید جب کوفہ کا گورنر مقرر ہوا تو وہ اس کے پاس آیا جایا کرتا تھا، اس کے ہاں قیام کرتا تھا اور اس سے انعامات بھی پاتا رہتا تا آنکہ مسلمان ہو گیا، اور دونوں ایک دوسرے کے بہت قریب آگئے، اور میرا خیال ہے کہ ابوزبید کا اسلام بھی ولید کی طرح کوئی گہرا اسلام نہ تھا اور اس خیال کی تصدیق اسی سلسلے میں اس طرح ہوتی ہے کہ حضرت عثمان نے ولید پر حد جاری کی، حالانکہ حدود جاری کرنے میں شبہات سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، اگر حضرت عثمان مذکورہ بالا دونوں گواہوں کی شہادت میں تھوڑی یا کمزور سی طرح کا بھی شبہ پاتے تو وہ ولید پر حد جاری کرنے میں ضرور پس و پیش فرماتے، پھر شبہ کی

بنا پر حد جاری نہ کرنے پر حضرت عثمان کے لئے کوئی مضائقہ بھی نہ تھا مضائقہ تو اس میں ہے کہ شبہ خواہ کتنا ہی کمزور ہو اور حد جاری کر دی جائے۔

لوگوں کا اس میں اختلاف ہے کہ حضرت عثمان کے حکم سے ولید پر کس نے حد جاری کی، کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ بہت سے لوگ خلیفہ کا حکم ماننے سے گریز کر رہے تھے لیکن حضرت علیؓ نے ولید کو مارا، اگر یہ روایت صحیح ہے اور ہمارے خیال میں صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ حضرت علیؓ دین کی باتوں کے سب سے بڑے عالم تھے اور سنتوں کے محافظ تھے، اللہ کی مرضی اور اس کے حکم کے نفاذ میں سب سے زیادہ شدید تھے وہ شبہ کی موجودگی میں حد جاری نہیں کر سکتے تھے، اکثر راویوں کا خیال ہے کہ ولید کو سعید ابن العاص اموی نے مارا ہے اور یہ سعید حضرت عثمان کے اور ولید کے قریبی رشتہ دار تھے، ان کو اپنے نزدیک اور دور کے رشتہ داروں اور خلیفہ کی نگاہ میں اپنی وقعت پر بڑا ناز تھا، اگر وہ ذرا بھی مشکوک ہوتے تو یقیناً حضرت عثمان سے ان کے فیصلے کے متعلق گفتگو کرتے اور اگر کامیابی نہ ہوتی تو کم از کم ولید کو مارنے سے معذرت کر دیتے لیکن انھوں نے ولید کو مار کر دونوں کی نسلوں میں ایک نہ ختم ہونے والی عداوت پیدا کر دی۔

ولید کے مخالفوں کی ایک دماغی پیداوار جسے ہم غلو کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتے یہ ہے کہ ایک دن ولید نے شراب کے نشے میں مست صبح کی نماز میں امامت کی اور تین یا چار رکعتیں پڑھا دیں اور پھر مصلیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اگر تم چاہو تو میں کچھ اور رکعتیں زیادہ کر دوں، تب بعض لوگوں نے اس کو ملامت کیا اور بعضوں نے اس پر کنکریاں پھینکیں، اور عوام نے حضرت عثمانؓ سے درخواست کی کہ انھیں ولید سے معاف رکھیں، چنانچہ آپ نے ان کی درخواست منظور کر لی، اس کے بعد یہ واقعہ عوام کے زبان زد ہو گیا اور بذلہ سنجوں کے لئے لطائف و ظرائف اور شعراء کے لئے طبع آزمائی کا موضوع بن گیا چنانچہ حطیئہ نے کہا

شهد الحطيئة يوم يلقى ربه	ان الوليد احق بالعذر
نادى وقد نفدت صلاتهم	أأزيدكم ثملاً ولا يدري

یزید ھم خیرا ولو قبلوا منه لزادھم علی عشر
فأبوا ابا وھب ولو فعلوا لقرنت بین الشفع والوتر
حبسوا عنانك اذجریت ولو خلوا عنانك لم تزل تجری

میرا خیال ہے کہ یہ قصہ سر سے پاؤں تک بے اصل اور من گھڑت ہے اگر ولید نے نماز میں اپنی طرف سے کچھ اضافہ کیا ہوتا تو کوفہ کے مسلمان جن میں بعض صحابہ اور متعدد قاری اور صالحین موجود تھے ہرگز اس کو برداشت نہ کرتے اور نہ اس بات پر راضی ہوتے کہ حضرت عثمانؓ صرف شراب کی حد جاری فرما دیں اس لئے نماز کا مذاق یا اس میں اپنی طرف سے اضافہ خدا اور مسلمانوں کے نزدیک شراب نوشی سے کہیں زیادہ خطرناک ہے۔

پھر یہ کہ یہ اشعار حطیئہ کے نہیں ہیں، حطیئہ نے تو دوسرے اشعار کہے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ولید کا محب مخلص اور اس کی رضامندی کا حریصانہ طلب گار ہے چنانچہ وہ کہتا ہے

شھد الحطیئة یوم یلقی ربه ان الولید احق بالعذر
خلعوا عنانك اذجریت ولو ترکو عنانك لم تزل تجری
ورأوا شمائل ماجد متبرع یعطی علی المیسور والعسر
فنزعت مکذوبا علیك ولم تردد الی عوز ولا فقر

بعض شیعوں نے حطیئہ کے ان اشعار کا جواب بھی دیا ہے جو اس نے ولید کی مدح میں لکھے ہیں۔

ذیل کے تین شعر بھی ہرگز ہرگز حطیئہ کے نہیں ہیں بلکہ یہ ولید کے مخالفوں کی تہمت تراشی اور رنگ آمیزی ہے۔

تکلم فی الصلاة وزاد فیھا علانیة وجاھر بالنفاق
ومج الخمر عن سنن المصلی ونادی والجمیع الی افتراق

ازید کم علی ان تحمدونی فما لکم وملی من خلاق

ولید کے عہدِ گورنری میں حطیئہ نے اس کی مدح میں بہترین اشعار کہے ہیں جب کہ اس کے خلاف سازش یا اعتراض کا کسی کے دل میں خیال بھی نہیں تھا۔

غالباً اس روایت میں بھی کھینچ تان کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ ولید کے پاس ایک جادوگر لایا گیا، ابن مسعود نے اس کے بارے میں سوال کیا اور جب ان کو یقین ہو گیا کہ جادوگر سحر پر ایمان رکھتا ہے تو انھوں نے اس کے قتل کا حکم کر دیا، اور کوفہ کے ایک باشندہ نے عجلت سے کام لے کر بلا ولید کی منظوری کے اس کو قتل کر دیا، اس کے بعد کوفہ والوں نے اس سلسلے میں حضرت عثمانؓ سے ولید کی شکایت کی، جس پر آپ نے جواب دیا کہ کیا صرف گمان کی بناء پر لوگوں کو تم قتل کر دیتے ہو۔

میرے خیال میں یہ کوئی بعید بات نہیں کہ ولید کے پاس کوئی جادوگر لایا گیا ہو، جس کے شعبدے اور کھیل اس نے دیکھے، اس پر کوفہ کے بعض بزرگوں کو غصہ آگیا ہو اور انھوں نے اس غریب شعبدہ باز کو قتل کر دیا، پھر اس حرکت پر ولید نے اور خلیفہ نے اپنی ناراضی کا اظہار کیا، اس لئے کہ لوگوں کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ خلیفہ کی منظوری کے بغیر، یا محض گمان کی بنا پر کسی کا خون بہائیں۔

خلاصۂ کلام یہ کہ ولید ایک قریشی تھا بظاہر مسلمان لیکن بباطن جاہلیت پر قائم تھا، وہ اپنے ایسے ساتھیوں میں جن کی زبان پر اسلام، لیکن دل کفر و ایمان کے بین بین ہو کوئی پہلا شرابی نہیں تھا، اور نہ مخفی طور پر ہنسی مذاق کرنے میں وہ کوئی انوکھا اور نیا تھا، میرے خیال میں یہ کوئی حیرت کی بات نہیں کہ ولید نے کسی شعبدہ باز سے اپنا دل بہلایا اور اس کے تماشوں میں دلچسپی لی، اور یہ بھی بعید نہیں کہ ابن مسعود کی درمیان میں مداخلت کا ضمیمہ ولید کی مدافعت میں چسپاں کر دیا گیا ہو۔ بہر حال میرا یقین ہے کہ ولید کی معزولی کا براہِ راست سبب اگر اس کی شراب نوشی تسلیم کر لی جائے تب بھی یہ ماننا ہوگا کہ اس کی برطرفی میں بعض دوسرے اسباب بھی دخیل ہیں

جو شاید شراب نوشی اور کسی شعبدہ باز سے دلچسپی رکھنے سے کہیں زیادہ اثرات رکھتے ہیں اور جن کا تعلق ولید کے اس سیاسی مسلک سے ہے جو کوفہ والوں کے لئے اس نے طے کیا تھا اور جس کے ماتحت وہ ان کے ساتھ پیش آتا تھا کوفہ کی آبادی میں اکثریت یمنیوں کی تھی، مصری بہت کم تھے، ولید قریشی تھا، حضرت عثمانؓ کا رضاعی بھائی تھا اس کو اپنی قریشیت اور حضرت عثمانؓ کی نگاہ میں اپنے درجے پر بڑا ناز تھا، اغلب ہے کہ یمنی اکثریت اس قریشی حاکم سے جو اپنی برتری اور فوقیت کا مظاہرہ کرتا رہتا تھا تنگ آچکی ہو اور بتدریج مخالف ہو گئی ہو، خود ولید نے اس بدلی ہوئی حالت اور یمنیوں کی مخالفت کا احساس کیا لیکن برداشت کرتا رہا اندازہ ہے کہ ولید نے یمنیوں کے اقتدار اور امتیاز کا مقابلہ کرنے کی بھی کوشش کی، کہا جاتا ہے کہ یمنیوں کا ممتاز طبقہ کوفہ میں اعلان عام کیا کرتا تھا کہ ——— کوفہ میں آنے والوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر ان کو قیام کی کوئی جگہ نہ ملی ہو تو وہ فلاں شخص کے ہاں بے تکلف چلے آئیں ——— اس طرح وہ مہمانوں کے استقبال والی عربی سنت کو زندہ رکھنے کا بازار گرم رکھتے تھے اور باہم مقابلہ کرتے تھے، ولید نے بھی ایک دار الضیافہ اپنی مرضی سے یا حضرت عثمانؓ کی اجازت سے قائم کیا اور اس طرح یمنی اشراف کے لئے فخر و امتیاز کے مقابلے کا دروازہ بند کر دیا ابوزبید جب کوفہ آتا تو اسی دار الضیافہ میں قیام کرتا اور ولید کے ہاں آتا جاتا۔ اور کون جانے کہ یہی شاعر اپنی کسی ملاقات سے واپسی پر دار الضیافہ میں آ کر مستی کے عالم پر قابو نہ پا کر زبان سے کچھ ایسی باتیں نکال دی ہوں جو خود ولید کی جاسوسی کا باعث بن گئی ہوں۔

اس کے بعد ولید نے لوگوں کی عام ناراضی اور مخالفت کے پیش نظر ایک نئی سیاست کا آغاز کیا جس کا ظاہر خیر خواہی کرنا اور نیکی پھیلانا تھا لیکن اس کا باطن عوام اور جماعتوں تک پہنچنا اور ان میں ہر دل عزیزی حاصل کرنا تھا، چنانچہ اس نے غلاموں کے لئے وظیفے مقرر کئے جن سے وہ بہت آسودہ اور خوش حال ہو گئے، ہر غلام کو ماہانہ تین درہم مقرر کیا اس طرح کہ جو کچھ ان کو ان کے مالکوں سے ملتا ہے اس میں کوئی کمی نہ کی جائے، ولید یہ وظیفہ غلاموں کو بچے ہوئے مال

میں سے دیا کرتا تھا، یہ بچا ہوا مال ان مجاہدین کو دیا جا سکتا تھا جن کے جہاد کی بدولت یہ ملا ہے لیکن ولید اس کو لونڈیوں اور غلاموں میں تقسیم کر دیا کرتا تھا گویا اس طرح وہ غنیمت کے بعض حصوں کو غنیمت ہی میں ملا دیا کرتا تھا، . . . .

. . . .

. . . . اس لئے کہ یہ لونڈیاں اور غلام بھی تو مال غنیمت کا ایک حصہ تھے جو چاندی سونے کی طرح فاتحین میں تقسیم کر دئے جاتے تھے ایک ایسی عربی طبیعت کے جاننے والے کو جس میں جاہلیت کے کافی اثرات موجود ہیں اور جس میں اسلام کی محض ظاہری آمیزش ہے، ہرگز حیرت نہ ہوگی کہ کوفہ کے یمنی اس قریشی سے تنگ آ چکے تھے جو ان کے مالِ غنیمت کا حصہ ان کے غلاموں اور لونڈیوں میں تقسیم کر دیا کرتا ہے، اور جو ان کے غلاموں اور لونڈیوں کو خوش حال بنا کر اپنانے اور اپنا طرفدار بنانے کی کوشش کرتا ہے، اور اس طرح چاہتا ہے کہ غلاموں کی طاقت کو ان کے مالکوں کے مقابلے میں اگر ضرورت پڑے تو استعمال کرے راویوں کا بیان ہے کہ ولید کی معزولی پر غلاموں اور لونڈیوں نے غیر معمولی سوگ منایا، طبری کی روایت کے مطابق لونڈیوں کے مرثیے کے دو شعر یہ ہیں،

یا ویلتا قد عزل الولید + وجاءنا مجوعا سعید
ینقص فی الصاع ولا یزید + فجوع الاماء والعبید

[افسوس ولید معزول ہوگیا اور ہم پر سعید مسلط ہوگیا جو بھوکا رکھنے والا ہے، تول میں اضافہ نہیں کمی کرے گا اور غلام و لونڈی بھوکے ہوں گے]

مجھے تو یہ رجزیہ اشعار بناوٹی معلوم ہوتے ہیں اور یہ ولید کے طرف داروں کا نتیجۂ فکر ہیں، کوفہ میں رہنے والے ایرانی لونڈی اور غلام عربی ادب میں ایسی مہارت کے مالک نہیں بن گئے تھے کہ عربوں کی طرح ولید اور سعید سے متعلق اشعار کہنے لگیں، لیکن ان اشعار سے بہر حال اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ ایرانی خواہ آزاد ہوں یا غلام ولید کے حامی تھے اور اس کو دوست رکھتے تھے، اس لئے کہ وہ ان کی دل جوئی اور ان سے محبت کرتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ راوی کوفہ والوں کے متعلق

لکھتے ہیں کہ وہ دو گروہوں میں تقسیم تھے، عوام تو اس کے ساتھ تھے لیکن خواص اس کے مخالف تھے۔

اور اس کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں کہ ولید عوام کے لئے نرم اور خواص کے لئے نہایت سخت تھا، اگر ولید اس سلسلے میں حضرت عمرؓ کی اتباع کرتا تو کوئی بھی اس کی مخالفت نہ کرتا، حضرت عمرؓ عوام کے ساتھ نرمی سے پیش آتے تھے اور خواص کے ساتھ سختی فرماتے تھے اس حقیقت کے پیش نظر کہ خواص میں ایک قسم کی خود غرضی ہوتی ہے، اور وہ جاہلی عصبیت کے زیر اثر بلندی اور برتری چاہتے ہیں، ولید نے اس حقیقت کو سامنے نہیں رکھا وہ تو صرف اقتدار کے تقاضے پورا کرتا رہا اور حکومت کے جذبات سے کھیلتا رہا، اور اس راہ میں لونڈیوں اور غلاموں کا سہارا لیتا رہا۔

پھر خواہ کچھ ہی ہو ولید معزول ہوا اور کوفہ کے اہل الرائے اس سے تنگ آچکے تھے اور بے زار ہو چکے تھے، شہر کے ممتاز افراد اس کے دشمن ہو چکے تھے اس لئے کہ وہ جیسا کہ ہم نے واضح کیا ان کے غلاموں کے ذریعے ان کی حیثیت پست کرنا چاہتا تھا اور کوفہ کے فقہاء قراء اور صالحین بھی اس کے خلاف تھے اس لئے اس میں جاہلیت کے اثرات تھے جن سے اس کی زندگی بے ہودگی اور تمسخر کی زندگی تھی جو کبھی کبھی اللہ کے حدود سے بھی آگے بڑھ جاتی تھی۔

اسلام کا نظام مساجد

تالیف مولانا محمد ظفیر الدین صاحب رفیق ندوۃ المصنفین

اسلام کے نظام مساجد کے تمام گوشوں پر ایک جامع اور مکمل کتاب جو پہلی مرتبہ وجود میں آئی ہے، بڑے بڑے عنوانات ملاحظہ ہوں۔

قدرتی نظام اجتماع دعوت اجتماع، قدرتی نظام وحدت، باطنی اصلاح، دربار الٰہی اسلام کی نظر میں، مسجدوں کی تزئین، مواضع مسجد، دربار الٰہی میں دنیا کے کام، دربار الٰہی کی صفائی، وقف اور تولیت، متفرق احکام مساجد۔ تقطیع ۲۰×۲۶/۸ صفحات ۲۴۴ - قیمت للعہ - مجلد للعہ -